ہفت روزہ دی انڈین مسلم ٹائمز

Rs.2/-

بمبئی و اطراف کے مسلمانوں کی دینی و مذہبی سرگرمیوں کے ساتھ مختلف اسلامی معلومات سے بھرپور اہل سنت کی نمائندگی کرنے والا اپنی نوعیت کا واحد اخبار

جلد ۲۷ ☆ شمارہ ۴۷ ☆ ۱۵ مئی تا ۲۱ مئی ۲۰۲۳ء بمطابق ۲۴ شوال المکرم تا ۳۰ شوال المکرم ۱۴۴۴ھ

کلام اللہ جل جلالہ

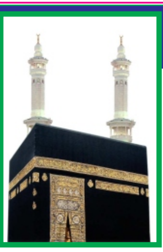

اور ڈریں وہ لوگ اگر اپنے بعد ناتواں اولاد چھوڑتے تو ان کا کیسا انہیں خطرہ ہوتا تو چاہئے کہ اللہ سے ڈریں اور سیدھی بات کریں وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں اور کوئی دم جاتا ہے کہ بھڑتے دھڑے (آتش کدے) میں جائیں گے، (سورۂ نساء: آیت نمبر ۹-۱۰)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر ایک دریا ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اُس کے بدن پر کوئی مَیل باقی رہ جائے گا؟ حضور نے فرمایا: یہی مثال پانچ وقت کی نمازوں کی ہے۔ اللہ ان نمازوں کے ذریعے گناہوں کو مٹا دیتا ہے

عالم کی موت عالَم کی موت ہے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

خلیفۂ حضور مفتی اعظم حضرت مفتی محمد اعظم صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کا وصال اہلسنت کیلئے زبردست علمی و روحانی نقصان۔ رضا اکیڈمی

ممبئی: جماعت اہلسنت کے ممتاز و معروف عالم دین و مفتی و شیخ الحدیث ہزاروں شاگردوں کے محبوب استاذ بقیۃ السلف استاذ العلماء خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اعظم صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کا ۱۵ر شوال المکرم ۱۴۴۴ھ شب میں تقریباً ۱۱ر بجے وصال پر پوری جماعت اہلسنت میں غم والم کا ماحول قائم ہے

حضرت مفتی صاحب قبلہ نے نصف صدی تک اپنے پیر و مرشد سیدی مفتی اعظم ہند کے قائم کردہ ادارہ دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف سے بحیثیت صدر المدرسین، شیخ الحدیث وصدر مفتی وابستہ رہے تشنگان علم و ادب اکو احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جام پلاتے رہے مزید قریب کی نوری مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض بھی بحسن و خوبی انجام دیتے رہے

حضرت مفتی محمد اعظم صاحب قبلہ کا یوں تو آبائی وطن ٹانڈہ امبیڈکر نگر تھا پر انہوں نے اپنی پوری زندگی شہر عشق و وفا بریلی شریف میں سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی چوکھٹ پر گزار دی ہر لمحہ اپنے پیر و مرشد حضرت مفتی اعظم ہند کے جلوؤں میں گم ہو کر خدمات دینیہ وسنیہ انجام دیتے ہوئے قوم وملت کو ہزاروں ایسے شاگرد دیئے جو آج پوری دنیا میں اپنی علمی وفکری وعملی کردار سے عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں

مفتی صاحب قبلہ کی ذات مجمع الکمالات تھی بیک وقت ایک بہترین عالم دین وشاندار مصلح کئی کتابوں کے مصنف ذیشان مفتی و شیخ الحدیث ورضوی دارالافتاء کے صدر مفتی تھے۔ سب سے بڑا اعزاز تو یہ حاصل ہے کہ آپ تاجدار اہلسنت حضرت شاہ محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب قادری المعروف بہ مفتی اعظم ہند کے محبوب و پسندیدہ مفتی تھے ہزاروں فتاویٰ دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف سے جاری ہوئے جس میں حضرت علامہ محمد اعظم خان صاحب علیہ الرحمہ کی علمی و فقہی خدمات نمایاں ہیں جنہیں کبھی بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے آپ کی تمام خدمات لائق ستائش ہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے بزرگان دین کی برکتوں سے بالخصوص سرکاران بریلی شریف کے روحانی فیضان سے آپ کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے

اس موقع پر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کے صدر شہزادہ مخدوم سمناں گل گلزار اشرفیت حضرت علامہ سید معین الدین اشرف اشرفی الجیلانی سجادہ نشین درگاہ مخدوم پاک کچھوچھہ شریف نے مفتی محمد اعظم خان صاحب کے وصال پر خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ مفتی صاحب قبلہ کی شخصیت بے نظیر تھی وہ علم وفضل کے بلند مینار تھے جس کا واضح ثبوت آپ کے ایک شاگرد یادگار مشائخین بریلی شریف حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد صالح صاحب قبلہ شیخ الحدیث جامعۃ الرضا بریلی شریف ہیں جس سے آپ کی علمی جاہ و حشمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کی بے شمار بخشش فرمائے خدمات دینیہ وسنیہ کو توشہ آخرت بنائے

مفکر اسلام حضرت علامہ قمر الزماں خان صاحب اعظمی جنرل سکریٹری ورلڈ اسلامک مشن برطانیہ نے آپ کی رحلت پر تعزیتی پیغام نشر کرتے ہوئے فرمایا کہ آج اہلسنت نے اپنا قیمتی علمی وروحانی ہیرا کھو دیا ہے جس نے اپنی زندگی مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں صرف کی لاکھوں شاگردوں کے ذہن وفکر قلوب واذہان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ سے معطر فرمایا افسوس وہ علم وفضل کا نیر تاباں ہم سے رخصت ہو گیا اللہ تعالیٰ مفتی محمد اعظم صاحب قبلہ کہ درجات اخروی کو بلند تر فرمائے لواحقین ومتعلقین کو صبر وتسلیت دے

حضرت علامہ فروغ القادری صاحب قبلہ لندن اور حضرت مفتی شفیق الرحمن ہالینڈ نے مشترکہ طور پر آپ کے وصال پر تعزیتی پیغام دیتے ہوئے کہا کہ مفتی محمد اعظم صاحب قبلہ اپنے پیر و مرشد حضرت مفتی اعظم ہند کے ایسے وفادار مرید تھے کہ دارالعلوم مظہر اسلام میں پوری زندگی درس وتدریس کا کام کرتے رہے چاہتے تو بڑی بڑی درسگاہوں میں اچھی تنخواہ پر تدریس کا کام کرتے پر اپنے پیر و مرشد حضرت مفتی اعظم کے قائم کردہ ادارہ کو ایک لمحے کے لئے بھی چھوڑنا گوارا نہ کیا جس سے آپ کی عقیدت ومحبت دیکھی جاسکتی ہے

رضا اکیڈمی کے بانی وسربراہ اسیری مفتی اعظم خلیفہ تاج الشریعہ حضرت الحاج محمد سعید نوری صاحب نے خصوصی طور پر تعزیت پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مفتی محمد اعظم صاحب قبلہ سے میری سیکڑوں ملاقات رہی جب بھی ملتا انہیں مرشد کامل سرکار مفتی اعظم ہند کی محبت میں سرشار پاتا وہ درسگاہ کے کامل استاد کے ساتھ ساتھ زبردست پیر طریقت بھی تھے حضور مفتی اعظم ہند کی خلافت واجازت حاصل تھی انہیں کے فیضان روحانی نے حضرت مفتی محمد اعظم صاحب کو جہاں خانوادہ رضویہ میں محبوب بنایا مزید نسبت مرشد نے آپ کو علمی حلقوں میں بھی خوب مقبولیت بخشی آپ نگاہ مفتی اعظم ہند پر جچے تو مرشد کی نگاہ عنایت نے لاکھوں کی نگاہوں میں مفتی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کو جچا دیا یہی وجہ ہے آج آپ کے وصال پر چاروں طرف سے خراج عقیدت پیش کیا جارہا ہے

ابنائے قدیم دارالعلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی شریف کی نمائندگی کرتے ہوئے امان ملت حضرت علامہ امان اللہ رضا ممبئی نے کہا کہ آج ہم نے اپنے مربی اور کرم فرما استاذ کو کھو دیا وہ بہت ہی مشفق اور محبوب استاذ تھے جن کو مرشد اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ بھی بہت چاہتے تھے بلکہ میں تو ہمیشہ حضرت کو بارگاہ مفتی اعظم ہند کا محبوب و پسندیدہ مفتی کہتا تھا اللہ تعالیٰ میرے استاد کریم کے درجات بلند فرمائے آمین ثم آمین یا رب السمٰوات والارضین بجاہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

گزارش: احباب اہلسنت بالخصوص مدارس وجامعات مساجد و خانقاہ کے ذمہ داران سے رضا اکیڈمی وآل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء اپیل کرتی ہے کہ وہ مفتی محمد اعظم صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں خراج محبت پیش کریں قرآن خوانی وفاتحہ خوانی کی بزم سجا کر ایصال ثواب فرمائیں

فقط: محمد عارف رضوی سکریٹری رضا اکیڈمی ممبئی

رئیس التحریر حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی وخلیفہ مفتی اعظم حضرت مفتی محمد اعظم صاحب ٹانڈوی کیلئے سنی بلال مسجد ممبئی میں تعزیتی اجلاس

دونوں حضرات کا انتقال علمی وادبی دنیا کا عظیم خسارہ: حضرت معین میاں صاحب

حضرت مصباحی صاحب و مفتی محمد اعظم صاحب ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے: الحاج محمد سعید نوری

ممبئی: گزشتہ چار دنوں میں جس طرح سے ملک وملت کی دو علمی وروحانی شخصیات نے دنیا کو الوداع کہا ہے مذکورہ حادثہ فاجعہ نے پوری جماعت اہلسنت کو غم والم میں ڈال دیا ہے اول الذکر استاذ العلماء خلیفہ حضرت مفتی اعظم ہند شیخ الحدیث حضرت مفتی محمد اعظم صاحب قبلہ ٹانڈوی و دوسری مشہور شخصیت مؤرخ اہلسنت عظیم دانشور اور مصنف و مؤلف رئیس التحریر حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی صاحب قبلہ بانی دارالقلم دہلی کا دونوں شخصیات اپنی جگہ علم وعرفان کی انجمن تھے حضرت مفتی محمد اعظم صاحب جنہوں نے نصف صدی سے زیادہ مرکز اہلسنت بریلی شریف میں حضرت مفتی اعظم ہند کے قائم کردہ ادارے میں بحیثیت صدر المدرسین وشیخ الحدیث خدمات دینیہ وسنیہ انجام دیا ہزاروں شاگرد پیدا کئے جو آج پوری دنیا میں قومی ملی مذہبی خدمات دے رہے ہیں

آپ کے نوک قلم سے ہزاروں فتاویٰ صادر ہوئے جو مقبول عام وتام ہیں آپ کی تدفین آبائی وطن ٹانڈہ امبیڈکر نگر میں ہوئی

دوسری عظیم شخصیت جنہیں علم وادب کے حوالے سے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا وہ ذات ہے رئیس التحریر مؤرخ و مصنف دانشور اور مدبر تلمیذ حضرت حافظ ملت حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی صاحب قبلہ ہیں جنہوں نے حالات حاضرہ کے تحت ایسی نادر و نایاب کتابیں قوم وملت کو دی ہیں جس کا کوئی نظیر نہیں وہ بہترین عالم دین کے ساتھ ساتھ مصنف اور محقق ودانشور تھے جنہوں نے ہر میدان میں اپنے نقوش چھوڑے ہیں

آہ افسوس حضرت رئیس التحریر جیسا بالغ نظر حالات پر گہری نظر رکھنا ذیشان فاضل اور عالم گہرا اثر ڈالتے ہوئے ہمیشہ کیلئے ابدی نیند سو گیا

رئیس التحریر کی رحلت پر غم والم سے چور شہزادہ مخدوم سمناں گل گلزار اشرفیت حضرت علامہ سید معین الدین اشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھہ شریف نے کہا کہ حضرت مفتی محمد اعظم صاحب قبلہ کے وصال کا غم ابھی تازہ ہی تھا کہ بس ایک دن کے بعد ہی کرم بحر بیکراں علم وادب کے سلطان فروغ رضویات کے لیے شب وروز خدمات انجام دینے والے رئیس التحریر حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی صاحب قبلہ کے وصال نے قلب وجگر کو پارہ پارہ کر دیا

ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے انہیں سپرد خاک کر دیا پر آج بھی نگاہیں اختر علم وفضل کو تلاش کر رہی ہیں گویا محسوس ہوتا ہے کہ وہ ابھی آرہے ہیں بہر حال جو آخری سفر پر جاتا ہے وہ واپس لوٹ کر نہیں آتا

رضا اکیڈمی کے بانی وسربراہ الحاج محمد سعید نوری صاحب نے کہا کہ دونوں شخصیات قابل افتخار تھیں حضرت مفتی محمد اعظم صاحب قبلہ میرے مرشد کریم حضرت مفتی اعظم ہند کی بارگاہ میں مقبول ومعروف تھے انہوں نے زندگی بھر علم حدیث کو عام کیا۔ وہیں رئیس التحریر حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی صاحب قبلہ کی جدائی بہت تکلیف دہ ہے وہ بہترین مدبر ومنتظم تھے۔ راجدھانی دہلی کو انہوں نے اپنی قلمی وتحقیقی خدمات کیلئے مسکن بنایا قادری مسجد کی بڑی عمارت ہونے کے باوجود اس قلندر نے دس بائی دس کے روم میں بیٹھ کر جو کمرہ نہیں بلکہ لائبریری تھی چاروں طرف کتابوں کے انبار تھے ایک کونے میں بیٹھ کر وہ خدمات انجام دیئے کہ اپنے تو اپنے غیروں نے بھی آپ کی علمی وادبی تحقیقی وفکری تحریروں ومضامین کو قبول کیا دوشنبہ کی شب میں آپ کو آبائی وطن خالص پور ادری ضلع مئو میں سپردِ خاک کیا گیا

دونوں حضرات کے انتقال پر بتاریخ ۱۰ر مئی بروز بدھ بعد نماز عشاء فوراً سنی بلال مسجد شکلا جی اسٹریٹ چھوٹا سونا پور ممبئی میں حضرت علامہ سید شاہ معین الدین اشرف اشرفی الجیلانی صدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کی سرپرستی وقائد ملت محافظ ناموس رسالت خلیفہ تاج الشریعہ حضرت الحاج محمد سعید نوری صاحب قبلہ بانی رضا اکیڈمی کی قیادت میں مجلس ایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا ہے علماء کرام وائمہ مساجد و اساتذہ مدارس بالخصوص دونوں وفات شدہ علمی شخصیات سے وابستہ لوگوں سے خصوصی طور پر شرکت کی اپیل ہے

☆☆☆☆☆

ہفت روزہ
دی انڈین
مسلم ٹائمز بمبئی

اداریہ

گاؤں کے بدلتے رنگ!!

ماضی میں انسانی زندگی کے لحاظ سے گاؤں کا کتنا اہم کردار رہا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ عرب چھوٹے چھوٹے بچوں کو پرورش کے لیے گاؤں بھیج دیا کرتے تھے جہاں ان کی پرورش سے لے کر تہذیب وثقافت، فصاحت و بلاغت اور ان کی اپنی زبان کو بولنے کے پیچ وخم سکھانے تک کا اہتمام کیا جاتا اور اس ماحول میں پل بڑھ کر وہ غیر عرب کو عجمی (گونگا) کہتے تھے اور یوں ان کی فصاحت و بلاغت کے چار دانگ عالم میں چرچے ہوجاتے تھے۔

کچھ سال پہلے تک عام طور پر گاؤں میں شور غوغے اور گرد وغبار سے پاک بالکل پرسکون ماحول ہوتا تھا، اکثر تازہ پھل سبزیاں خالص دودھ وغیرہ بھی گاؤں میں بآسانی دستیاب ہوجاتے، کنویں یا ہینڈ پنپ کا تازہ پانی، ہرے بھرے کھیت، درختوں کے بیچ سے نکلتے ہوئے راستے خوب صورتی کا الگ ہی منظر پیش کرتے دکھائی دیتے، بڑے بوڑھوں کی چوکھریاں پھر ان میں حقے کی گڑگڑاہٹ سونے پہ سہاگے کی حیثیت رکھتے ہوئے ساری Tensions کا خاتمہ کر کے الگ ہی سماں باندھ دیتی تھی۔ بچوں کے آس پاس، چھوئی چھوّیا، لوہا لکڑ، ایک ایک گولٹا، گلی ڈنڈا، گیند تڑی، لنگڑی چوہیا اور سولہ پرچی ڈھپ اور بچیوں کے پائیں پِٹہ، کھو، پنج گِٹہ اور رسی کود جیسے کھیل بالکل بوریت نہیں ہونے دیتے تھے۔ صبح ہوتے ہی سارے کسان ناشتہ کر کے کھیتوں میں چلے جاتے اور دن بھر کھیتوں میں کام کرتے جبکہ دوپہر کا کھانا بچے کھیت میں لیکر پہنچ جاتے پھر شام کو واپسی ہوتی مغرب کے نماز سے فارغ ہوکر دیر رات تک بیٹھک لگتی اس میں کھیتی، گھریلو اور گاؤں کے دیگر معاملات پر Discussion ہوتی تھی۔ کسی نے زمانہ قدیم کا کیا خوب نقشہ کھینچا ہے: یہ وہ دور تھا جب اسکول میں ماسٹر یا مکتب میں استاد اگر بچے کو مارتا تھا تو بچہ گھر آکر اپنے باپ کو نہیں بتاتا تھا۔ اور اگر بتاتا تو باپ اسے ایک اور تھپڑ رسید کر دیتا تھا۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ استاد ہی کو بول دیتا کہ "گوشت گوشت تمہارا ہڈی ہڈی ہماری" یعنی بچے کی بالکل حمایت نہ کی جاتی یہی وجہ تھی وہ پڑھے ہوئے لوگ کامیاب ہوتے تھے رشوت کا کوئی لین دین نہیں تھا۔ خالص لوجہ اللہ تعلیم و تعلم کا سلسلہ ہوتا تھا

- اس زمانہ میں "اکیڈمی" کا کوئی تصوّر نہ تھا اور ٹیوشن پڑھنے والے بچے نکمے شمار ہوتے تھے۔
- بڑے بھائیوں کے کپڑے چھوٹے بھائیوں کے استعمال میں آتے تھے اور یہ کوئی معیوب بات نہیں سمجھی جاتی تھی۔
- ڑائی کے موقع پر کوئی ہتھیار نہیں نکالتا تھا۔ صرف اتنا کہنا کافی ہوتا "میں تمہارے ابا جی سے شکایت کروں گا۔" یہ سنتے ہی اکثر مخالف فریق کا خون خشک ہوجاتا تھا۔
- اس وقت کے ابا جی بھی کمال کے تھے۔ صبح سویرے فجر کے وقت کڑکدار آواز میں سب کو نماز کے لیے اٹھا دیا کرتے تھے۔ بے طلب عبادتیں کرنا ہر گھر کا معمول تھا۔
- کسی گھر میں مہمان آجاتا تو اِرد گرد کے ہمسائے حسرت بھری نظروں سے اس گھر کو دیکھنے لگتے اور فرمائشیں کی جاتیں کہ "مہمانوں" کو ہمارے گھر بھی لے کر آئیں۔ جس گھر میں مہمان آتا تھا وہاں پیٹی میں رکھے فینائل کی خوشبو ملے بستر نکالے جاتے۔ خوش آمدید اور شعروں کی کڑھائی والے تکیے رکھے جاتے۔ مہمان کے لیے دھلا ہوا تولیہ لٹکایا جاتا اور غسل خانے میں نئے صابن کی ٹکیا رکھی جاتی تھی۔
- جس دن مہمان نے رخصت ہونا ہوتا تھا۔ سارے گھر والوں کی آنکھوں میں اداسی کے آنسو ہوتے تھے۔ مہمان جاتے ہوئے کسی چھوٹے بچے کو دس روپے کا نوٹ پکڑانے کی کوشش کرتا تو پورا گھر اس پر احتجاج کرتے ہوئے نوٹ واپس کرنے میں لگ جاتا۔ تاہم مہمان بہرصورت یہ نوٹ دے کر ہی جاتا۔
- شادی بیاہوں میں سارا محلہ شریک ہوتا تھا۔ اور مہمانوں کے لیے ٹینٹ ہاؤس سے لحاف گدے نہیں لانے پڑتے بلکہ گاؤں کے بچے منڈھے والے دن (جس دن شادی کا آغاز ہوتا ہے اسکو دیہاتی زبان میں منڈھا کہا جاتا ہے) ہی خوشی خوشی ہر گھر سے ایک ایک چار پائی شادی بیاہ والے گھر میں جمع کر دیتے تھے۔ شادی غمی میں آنے جانے کے لیے ایک جوڑا کپڑوں کا علیحدہ سے رکھا جاتا تھا جو اِسی موقع پر استعمال میں لایا جاتا تھا۔ محلے کی جس لڑکی کی شادی ہوتی تھی بعد میں پورا محلہ باری باری میاں بیوی کی دعوت کرتا تھا۔ (ماخوذ از۔ اپنا پنجاب فیس بک گروپ) سب کا رونا ہنسنا سانجھا تھا۔ سب کے دکھ ایک جیسے تھے
- یہ وہ دور تھا جب نہانے کے لیے کھیتوں میں لگے ٹیوب ویل استعمال کئے جاتے تھے۔
- کپڑے دھونے کے لیے عورتیں گاؤں میں نکلتی ہوئی نہروں کی گھاٹ پر کپڑے دھوتی تھیں
- اگر کسی میں ان بن ہوجاتی تو اس کا حل کسی کوٹ کچہری میں نہ ہوتا بلکہ گاؤں کے بابے گاؤں کے اندر ہی پنچایت کر کے مسائل کو حل کر دیتے اور معاملات بحال ہوجاتے۔
- یکن اب جب بھی گاؤں جانا ہوتا ہے تو پہلے جیسی اخوت و بھائی چارگی، ہمدردی، پیار محبت، بڑے بوڑھوں کی چوکڑیاں اور بچوں کا اجتماعی کھیل کود کا منوہن نظارہ بالکل ختم ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ ان تمام کی جگہ اب منافرت ومنافقت نے لے لی ہے۔ بیشتر لوگوں کے اپنے آبائی وطن کو خیر آباد کہہ کر کہیں دور کسی دوسری جگہ سکونت اختیار کرنے کی دیگر وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ہر دوسرا شخص کسی کا جانی دشمن بنا ہوا ہے۔
- عمدہ دیسی پھل، سبزیاں اور خالص دودھ گاؤں میں بآسانی میسر نہیں بلکہ کوئی مہمان آجائے تو کئی گھروں کا چکر لگانے کے بعد یا پھر پانچ دس روپے والا PackMilk Powder لاکر مہمان کے لیے چائے کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ ان چیزوں کی عدم دست یابی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اب گاؤں کی اگائی ہوئی بہترین غذائیں منڈیوں میں بھیج دی جاتی ہیں اور دودھ Milk Forums یا ڈیریوں کو موٹے دام بیچ دیا جاتا ہے۔ کسی نے خوب لکھا ہے: "ایک گاؤں تھا جہاں نہ کوئی سڑک تھی نہ کوئی اسکول، نہ علاج معالجہ کے لیے کوئی ہسپتال، نہ بجلی اور نہ گیس کی سہولیات وغیرہ موجود تھیں۔ مجھے کچھ کچھ ابھی یاد ہے پھر بھی لوگ خوش وخرم زندگی بسر کر رہے تھے لوگ کھیتی باڑی کرتے مال مویشی پالتے رات کو کام کاج سے فارغ ہوکر ایک جگہ اکٹھے ہوتے گپ شپ کرتے دن یوں ہی ہنسی خوشی گزر رہے تھے کہ اچانک اس گاؤں کے دن پھر گئے۔ گاؤں میں ترقی ہونا شروع ہوگئی۔ وہاں سڑک بن گئی بجلی آ گئی، اسکول وغیرہ بھی بن گئے۔ اب گاؤں بھی وہی تھا لوگ بھی وہی تھے لیکن زندگی ویسی نہیں رہی، ہر گھرانہ ٹینشن کا شکار نظر آنے لگا، بے روزگاری بڑھنے لگی لوگوں کی زندگیوں سے سکون نکلنے لگا، ہر کوئی ان سہولیات کو حاصل کرنے کی غرض سے اندھا دھند نوکریوں کی تلاش میں دوڑنے لگا، ہر کوئی نفسا نفسی کے عالم میں پڑ گیا، ہمسائے کو ہمسائے کی کوئی خیر خبر نہیں حتی کہ بھائی بھائی میں دوریاں بڑھ گئیں، رشتے داریاں ٹوٹنے لگیں، شریک دشمن محسوس ہونے لگے، ہر کوئی اپنے بیوی بچوں کے دائرے تک محدود ہو کے رہ گیا۔ جنہوں نے کچھ پرانا دور دیکھا ہے وہ اپنے دل سے پوچھ کے بتائیں کہ کیا ہمارے ساتھ ایسا ہوا اور ہو رہا ہے واقعی گاؤں کی وہ یادیں اب بھی دل لبھا دیتی ہیں ذرا پچھلے دور میں تصور ہی تصور میں جا کر دیکھو وہ کچی سڑکیں وہ ہرے بھرے کھیت کھلیان وہ سایہ فگن درخت وہ بڑے بوڑھوں کی بیٹھکیں وہ بچپن کی شرارتیں واقعی دل دوبارہ اس دور میں واپس جانے کو چاہتا ہے۔

از: نازش مدنی مرادآبادی

☆☆☆☆☆

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کی مختصر سوانح

۱۰/شوال ۱۲۷۲ھ/ بمطابق ۱۴/جون کو جب حقیقی سورج اپنے عروج پر تھا اِدھر غیر مسلم مذاہب و ادیان کی اسلام مخالف پروان چڑھ رہیں تھیں بعینہ اسی وقت ہر فرعون کے مقابلے میں موسوی، ہر نمرود کے مقابلے میں ابراہیمی اور ہر یزید کے مقابلے میں حسینی کردار کے وارث اپنے وقت کے علامہ ابن علامہ مولانا نقی علی خان ابن علامہ رضا علی خان کے گھر ایک ایسا سورج طلوع ہوا جسکو عروج ہی عروج تھا اور جس نے غیر مسلم لٹریچر کے سورج کو گہن لگا دیا آپ کا سن ولادت اس آیت کریمہ سے واضح ہے۔ (یہ وہ لوگ ہیں جنکے دلوں میں اللہ تعالی نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف سے روح القدس کے ساتھ ان کی مدد فرمائی)

نام: آپکے دادا نے آپ کا نام احمد رکھا جبکہ آپ نے اپنا تاریخی نام المختار پسند کیا۔

کنیت: آپ نے اپنی کنیت عبدالمصطفیٰ رکھی۔

حسب ونسب: آپ کی والدہ محترمہ کا نام حسینی خانم ہے آپکی دو بہنیں اور دو بھائی ہیں ۱: حسن رضا ۲: محمد رضا

آپ کے آباؤ اجداد سعید الدین، نادر شاہ کے ساتھ مغلیہ دور میں افغانستان سے دہلی منتقل ہوئے اور یہاں شش ہزاری منصب (فوج میں وہ عہدیدار جس کے تحت چھ ہزار جوان ہوں) پر فائز ہوئے لاہور کا شیش محل بھی آپ ہی کی جاگیر تھا بعد میں دہلی سے ہجرت کر کے بریلی تشریف لے گئے جہاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان (رحمۃ اللہ علیہ) کی ولادت ہوئی۔

تعلیم و تربیت: آپ کی خداداد علمیت کا اندازہ اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے علمی سوالات کی بناء پر آپ کے استاذ محترم نے ایک بار پوچھ ہی لیا کہ "او بابا جن ہو یا انسان" آپ کی خداداد ذہنیت کہ چار سال کی عمر میں ناظرہ قرآن مکمل کر لیا چھ سال کی عمر میں بریلی میں منعقدہ محفل میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلہ میں پروگرام کے اندر میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موضوع پر ایک عظیم الشان خطاب فرمایا پھر ۱۴/ شعبان المعظم کو ۱۳/سال دس ماہ ۴/سال کی عمر میں آپ نے علومِ عقلیہ ونقلیہ سیکھ کر اپنے زنوائے تلمذ کے دور کو ختم کیا جسکے بارے میں آپکی والدہ مرحومہ فرماتی ہیں کہ آپ نے کوئی بھی کتاب ربع سے زیادہ کسی بھی استاذ کے پاس نہ پڑھی بلکہ باقی خود حل کر کے سنائی۔

فتویٰ نویسی: اسی دن پہلا فتویٰ دے کر فتاویٰ نویسی کا آغاز کر دیا اور جو پہلا فتویٰ دیا وہ مسئلہ یہ ہے۔

سوال: اگر بچے کے ناک میں کسی طرح دودھ چڑھ جائے اور حلق میں پہنچ گیا تو کیا حکم ہوگا؟

جواب: منہ یا ناک سے جو دودھ حلق میں اترے گا حرمت رضاعت لائے گا۔

اس علمی و تحقیقی جواب پر آپکو آپکے والد محترم نے شرینی کھانے کے لیے ایک روپیہ دیا۔

اساتذہ: آپ (رحمۃ اللہ علیہ) نے دور طالب علمی میں پانچ اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمیذ بچھائے۔ (۱): پیر طریقت سید آل رسول مارہروی (۲): والد ماجد علامہ مولانا نقی علی خان (۳): مولانا شاہ ابو الحسن احمد نوری (۴): مولانا عبدالعلی رامپوری (۵): مولانا غلام قادر بیگ (رحمۃ اللہ علیہم)

رشتہ ازدواج واولاد: ۱۲۹۱ھ/ بمطابق ۱۸۷۴ء کو ۱۹/سال کی عمر میں آپ کا رشتہ ازدواج ارشاد بیگم کے ساتھ ہوا آپکے دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہیں جنکی ترتیبِ ولادت یہ ہے۔ ۱): مولانا حامد رضا خان ملقب بلقب حجۃ الاسلام ۲): کنیز حسن المعروف منجھلی بیگم ۳): محترمہ مصطفائی بیگم ۴): محترمہ کنیز حسن المعروف چھوٹی بیگم ۵): محترمہ کنیز حسنین المعروف سنبھلی بیگم ۶): مولانا مصطفی رضا خان ملقب بلقب مفتی اعظم ہند ۷): محترمہ مرتضائی بیگم المعروف چھوٹی بنو

سلسلہ ارادت وطریقت: ۱۲۹۴ھ/ بمطابق ۱۸۷۵ء کو بغرض بیعت آپ اپنے والد محترم کے ہمراہ کاشانۂ مرشد میں حاضر ہوئے اور وہاں کے سجادہ نشین حضرت آلِ رسول مارہروی (علیہ رحمۃ و الرضوان) کے دستِ حق پرست پر نہ صرف بیعت کی بلکہ مندرکہ ذیل ۱۳ سلاسل میں اجازت لیکر لوٹے۔

۱): سلسلہ قادریہ برکاتیہ جدیدہ
۲): سلسلہ قادریہ آبائیہ قدیمہ
۳): سلسلہ قادریہ الھدیہ
۴): سلسلہ قادریہ رزاقیہ
۵): سلسلہ قادریہ منوریہ
۶): سلسلہ چشتیہ محبوبہ جدیدہ
۷): سلسلہ چشتیہ نظامیہ قدیمہ
۸): سلسلہ سہروردیہ واحدیہ
۹): سلسلہ سہروردیہ فضلیہ
۱۰): سلسلہ علویہ منائیہ
۱۱): سلسلہ بدیعیہ مداریہ
۱۲): سلسلہ نقشبندیہ علائیہ صدیقیہ
۱۳: سلسلہ نقشبندیہ علائیہ علویہ

زیارت حرمین شریفین: آپ ۱۲۹۵ھ میں اپنے والد محترم کیساتھ زیارت حرمین شریفین، طواف کعبہ اور حج وعمرہ کے لیے حجاز مقدس کی طرف سفر کیا ایک دن حرم مکہ میں مغرب کے بعد حاضر تھے کہ امام شافعیہ حسین ابن صالح بغیر کسی سابقہ تعارف کے آپکی انگلی پکڑی اور گھر لے گئے پھر کافی دیر پیشانی پر ہاتھ رکھنے کے بعد فرمایا "انی لاجد نور اللہ من ھٰذا الجبین" (بیشک میں اس پیشانی سے اللہ کا نور پاتا ہوں) چنانچہ سلسلہ قادریہ کی سند اپنے دستخط خاص کے ساتھ عطا فرمائی نیز صحاح ستہ کی بھی سند مرحمت فرمائی اس سند کی سب سے بڑی خصوصیت یہ کہ اس سند میں امام بخاری تک صرف گیارہ واسطے تھے۔

مجددِ مائۃِ حاضرۃ: ۱۳۱۸ھ/ بمطابق ۱۹۰۰ء کو پٹنہ کے مقام پر عظیم الشان فقید المثال جلسہ عام میں آپکو علماء برصغیر ہند کی موجودگی میں "مجددِ مائۃِ حاضرۃ" کا لقب دیا گیا جسکی تائید ہندوستان کے تمام علماء نے متفقہ طور پر کی۔

زیارت حرمین شریفین بارِ دوم: ۱۳۲۳ھ/ بمطابق ۱۹۰۵ء کو آپ نے دوسری مرتبہ بغرضِ حج بیعت اللہ وزیارتِ گنبدِ خضراء حرمین شریفین کی طرف سفر کیا اس مرتبہ تین (۳) اہم کارنامے منظر عام پر آئے۔

۱: بحالت بیداری آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوئی۔

۲: ۲۵/ذی الحجہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علماء نجد کی طرف سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علمِ غیب کے متعلق پانچ سوالات کے جواب میں شدتِ بخار کے باوجود بغیر کسی محاضر کتب کے صرف آٹھ (۸) گھنٹوں میں عربی زبان کے اندر ایک کتاب موسوم بہ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ لکھی جس پر علماء عرب نے نہ صرف داد سے نوازا بلکہ شریفِ مکہ نے وہ کتاب سطر بسطر لفظ بلفظ سماعت کی۔

۳: علماء عرب نے آپ کو "مجددِ مائۃِ حاضرۃ" کے لقب سے نوازا۔

نعتیہ کلام: ۱۳۲۵ھ/ بمطابق ۱۹۰۶ء کو اعلیحضرت (رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک عظیم الشان نعتیہ مجموعہ موسوم بہ "حدائق بخشش" تحریر فرمائی جسکے فنی کمالات کو آج تک کوئی بھی شاعر نہ پہنچ سکا۔

ترجمۃ القرآن: ۱۳۳۰ھ/ بمطابق ۱۹۱۲ء کو اعلیحضرت نے عشق و محبت میں ڈوب کر قرآن مجید کا تاریخی ترجمہ کیا جسکا نام "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" رکھا جس میں صرفی نحوی، اور لغوی قوانین کو مدنظر رکھا گیا اسکی املاء صاحب بہار شریعت مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے کی، فرماتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ یوں لکھواتے جیسے شاید کسی کتاب سے پڑھ رہے ہوں یا کسی سے سن رہے ہوں۔

خبرِ وصال: اعلیحضرت مجددِ دین وملت (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے وصال باکمال پرملال سے ۴/ماہ ۲۲/دن قبل ہی اس آیتِ کریمہ سے اپنے وصال کی خبر دی۔ وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَّأَكْوَابٍ

وصال پر ملال: پھر یوں ہی ہوا کہ ۲۵/صفر المظفر ۱۳۴۰ھ/ بمطابق ۱۹۲۱ء کو بروز جمعۃ المبارک ۲/بجکر ۳۸/منٹ پر جب مؤذن نے کہا حی علیٰ الفلاح "آؤ کامیابی کی طرف" تو ادھر اعلیحضرت عظیم البرکت کی روح اقدس مسلسل کئی سال تک محنت کرنے کے بعد کامیابی کی طرف بڑھنے لگی اور اس آیتِ کریمہ کا مصداق بن گئی۔ يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی،

☆☆☆☆☆

ہفت روزہ دی انڈین مسلم ٹائمز بمبئی
جلد نمبر 27 شمارہ نمبر 47
پرنٹر پبلیشر ایڈیٹر عبدالکریم
بھارت لیتھو پریس فارس روڈ ممبئی ۸ سے چھپوا کر ۵۲/ڈونٹاڈ اسٹریٹ ممبئی 9 سے شائع کیا۔
سالانہ ممبر شپ ۲۰۰/روپئے
مالک: عبدالغفار رضوی
ٹیلی فون: 022-23454585

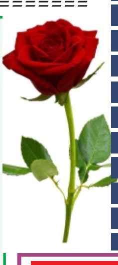

مسلم ٹائمز کے خریدار بنیئے

ہفت روزہ مسلم ٹائمز جو مسلسل کئی سال سے کامیابی کے ساتھ شائع ہو رہا ہے اور قارئین سے داد و تحسین وصول کر رہا ہے۔ جس میں مذہبی، ملّی، ملکی خبریں ومضامین شائع کیے جاتے ہیں۔ مسلم ٹائمز اخبار کے ممبر بنئے اور اپنی معلومات میں اضافہ کیجیے۔ آج ہی مسلم ٹائمز کے دفتر سے رابطہ قائم کریں۔

سالانہ فیس 200 روپے

پتہ: دی انڈین مسلم ٹائمز، ۵۲، ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک ممبئی۔ ۹، فون: 022-23454585

گھر بیٹھے
ہفتہ روزہ مسلم ٹائمز
منگوایئے صرف اور صرف
سالانہ فیس
200
روپے
آپ کا محبوب اخبار آپ کے ہاتھ میں

رئیس التحریر علامہ یاسین اختر مصباحی کی رحلت: اہلِ سنّت کا عظیم نقصان

بنگلور: ۸ مئی۔ آہ صد آہ قلم اس رئیس القلم کا داغ فراق لکھنے کی کوشش کر رہا ہے جس کے فیضان تحریر نے ہی کئی ہاتھوں کو قلم پکڑنا سکھایا تھا، جس کے قلمدان نے پوری دنیا کو قلم بانٹے تھے، جس کے قلم سے قلمکاری کر کے لوگوں نے تصنیف وتالیف کے پودے اگائے تھے عصر حاضر میں اردو کی دنیا میں جو چہل پہل ہے۔

اسی کی ضیا بار کرنوں کا نتیجہ ہے یہ کہنا شاید غلط نہ ہو کہ ہندو پاک کے جتنے ابھرتے ہوئے قلم کار تحریر کی دنیا میں اپنا سکہ جما رہے ہیں ان ہی کے افکار نظریات سے کتابات و خطابات سے تصنیفات وتالیفات سے بلا واسطہ یا بالواسطہ فیض یافتہ ہیں۔ اکثر قلم کار کہیں نہ کہیں ان کے بحر ذخار سے چلو لینے والے ہیں۔

افسوس کہ اپنی تصنیف وتالیف کا بیش بہا سرمایہ افکار و نظریات کا گراں مایہ خزانہ ہم کو چھوڑ کر رات ۹ ر بجے بتاریخ ۷ ر مئی ۲۰۲۳ء ہمیشہ ہمیش کے لیئے موصوف ایک قوم کو پیاسا چھوڑ کر شہر خموشاں چلا گیا۔ آپ کا وصال اہلِ سنّت کا نا قابل تلافی نقصان ہے۔ آپ نے اہلِ سنّت کی تاریخِ آزادی ہند میں اکابرین کی قربانیاں حیطہ تحریر میں پرو کر محفوظ کر دیں۔ انشاء اللہ آپ کا علمی کام سنہرے حروف سے لکھا جائے گا۔

دہلی کی سرزمین پر ذاکر نگر جیسے علاقے میں "دار القلم" کا قیام ایک علمی کارنامہ ہے۔ جس کے تابندہ نقوش حال کو منور کر رہے ہیں۔ ان کی رحلت تاریخ کے ایک تابندہ باب کا خاتمہ ہے۔ دنیا بھر کی لائبریوں میں آپ کی کتابوں کی خوشبو پھیلی ہوئی ہے۔ المدیح النبوی (عربی)، آیات جہاد کا قرآنی مفہوم، سواد اعظم قرآن اور جہاد، علمائے فرنگی محل "امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات"، "دبستان رضا"، "امام احمد رضا اربابِ علم ودانش کی نظر میں"، "تین برگزیدہ شخصیتیں"، "امام احمد رضا اور جدید افکار و تحریکات"، "بارگاہِ خواجہ ہند میں امام احمد رضا کی حاضری" وغیرہ جیسے علمی وتحقیقی شاہکار گلشنِ رضویات کی رونق ہیں۔

امام احمد رضا مومنٹ بنگلور اپنے جملہ اراکین کے ساتھ آپ کے اہل خانہ کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ جامعہ گلشن فاطمہ ودیگر اداروں میں قرآن خوانی بھی کی گئی۔ اللہ پاک حضور رئیس القلم کی بے حساب مغفرت فرمائے انکے درجات کو بلند فرمائے۔ اور سوادِ اعظم اہل سنت والجماعت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(شعبۂ نشر واشاعت، امام احمد رضا مومنٹ، بنگلور)

تحریر وقلم کا آفتاب اپنی ضیا بار کرنوں کے ساتھ ہوا روپوش

عالم اسلام کے معروف ومشہور عظیم عالم دین، اسکالر، رضا اکیڈمی و آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے رکن، اقامتی اسلامی جامعہ (دار القلم) کے مؤسس، ماہنامہ حجاز دہلی وماہنامہ کنز الایمان دہلی کے سابق مدیر اور درجنوں کتب ورسائل کے مصنف ومؤلف رئیس التحریر حضرت علامہ یسین اختر مصباحی آج ابدی نیند کی آغوش میں سما گئے اور ہم اہل سنن کو افسردہ وغمزدہ چھوڑ گئے، اس بزم گیتی سے آپ کا یوں انتقال پر ملال ایسے عالم دین کی کمی کا احساس دلاتا رہے گا جو شریعت وسیاست کا سنگم تھا اور ہمہ دم شریعت کے تحفظ اور ملکی مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت وصیانت کی خاطر حکمران وقت کے حضور مظاہرہ کے لئے کمر بستہ رہتا تھا، اور اذیتوں کی پرواہ کئے بغیر حقوق منوا کر ہی شاد شاد لوٹتا تھا۔

آپ کی تحریریں جو ملک ہند کے مختلف اسلامی اور مسلم مسائل اور رضویات پر مشتمل ہیں آنے والی نسلوں کو مقاصد شرع، عقائد حقہ وعزائم رفیعہ سے ہم آہنگ ہونے کی رہنمائی کرتے رہیں گے، آپ کے کچھ تصانیف ان امور پر شاہد ہیں

(۱) کچھ ممتاز علما اور ۱۸۵۷ میں ان کردار (۲) جہاد سے متعلق ۲۴ آیات قرآنی کا درست مفہوم (۳) آر ایس ایس کے ایجنڈے (۴) المدیح النبوی (عربی (۵) امام احمد رضا کی فقہی بصیرت (۶) امام احمد رضا خاں کی محدثانہ عظمت (۷) امام احمد رضا خاں بریلوی اور رد بدعات ومنکرات (۸) اصلاح فکر و اعتقاد (۹) مسلم پرسنل لا کا تحفظ (۱۰) تعارف الجامعۃ الاشرفیہ، وغیرہ

آپ کی ذات ستودہ صفات کو قریب سے قریب تر دیکھنے کا موقع بلکہ آپ کی ہم مجلسی وہم کلامی کا شرف مجھ احقر کو بھی حاصل رہا ہے، آپ کا قلم سیال اور کلام بھی اسی نہج واسلوب کا حامل تھا، فقہی سمینار میں آپ کا خطبۂ صدارت سمینار کے متعلقہ نشست کے مباحث ومفاہیم کی دلنشیں تصویر ہوتا تھا اور طرز تحریر کا اعلی وحسین نمونہ بھی، آپ کے وصال حسرت آیات سے یہ یادیں بھی کہیں قصۂ پارینہ نہ ہو جائے بس یہی خوف دل ودماغ کو کھائے جا رہا ہے، اب اس آفتاب تحریر وقلم کو ہم کہاں ڈھونڈھیں گے؟ جو ابدی نیند کی آغوش میں جا سما گئے ہیں، اللہ سے دعا ہے ہم سب کو اس جاں کاہ مصیبت سے رستگاری عطا کر اور پس ماندگان اور متعلقین کو صبر واجر کی دولت سے مالا مال کر اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شمیم جنت سے شاد کام فرما۔

شریک غم: قاضی فضل رسول مصباحی استاذ دار العلوم اہل سنت قادریہ سراج العلوم برگدہی مہراج گنج یوپی

☆☆☆☆☆

اگر اولیاء اور انبیاء علیہم السلام سے مانگنا شرک ہے تو یہ شرک قیامت تک چلتا رہیگا

امام ابونعیم "حلیۃ الاولیاء" میں حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی قسم! میں نے اور حمید طویل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ کو لحد میں اتارا تھا۔ جب ہم کچی اینٹیں برابر کر چکے تو ایک اینٹ گر گئی۔ میں نے انہیں دیکھا کہ وہ قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ وہ دعا کیا کرتے تھے۔ اے اللہ گر تو نے کسی مخلوق کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے تو مجھے بھی اجازت فرما۔ اللہ تعالیٰ کی شان سے بعید تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو رد فرما دے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شعیب الایمان میں اپنی سند سے قاضی نیشاپور ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک صالح عورت کا انتقال ہو گیا۔ ایک کفن چور اس کے جنازے کی نماز میں اس غرض سے شامل ہو گیا تا کہ ساتھ جا کر اسکی قبر کا پتہ لگائے۔ جب رات ہو گئی تو وہ قبرستان میں گیا اور اس عورت کی قبر کھود کر کفن کو ہاتھ ڈالا تو وہ خدا کی بندی بول اٹھی کہ سبحان اللہ! ایک جنتی شخص ایک جنتی عورت کا کفن چراتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میری اور ان تمام لوگوں کی مغفرت فرما دی جنہوں نے میرے جنازے کی نماز پڑھی اور تو بھی ان میں شریک تھا یہ سن کر اس نے فوراً قبر پر مٹی ڈال دی اور سچے دل سے تائب ہو گیا

پس ولیوں کا تو یہ حال ہے کہ چور جائے اور ولی بن کر آئے۔ اب کوئی کہے کہ مرنے کے بعد ان کی کوئی روحانی طاقت نہیں تو یہ سراسر غلط ہے کیونکہ روح تو اپنے لوازمات کے ساتھ باقی ہے۔

(۱) ثابت بن اسلم بنانی بصری، تابعی ہیں۔ انہوں نے حضرت انس اور دیگر صحابہ سے روایت کی ہے، یہ چالیس سال حضرت انس کی صحبت میں رہے شعبہ کہتے ہیں کہ ایک دن اور ایک رات میں قرآن ختم کیا کرتے تھے اور صائم الدہر تھے۔ ابوبکر المزنی کہتے ہیں کہ ہم نے اس سے زیادہ عابد کسی کو نہیں پایا۔ ان کی وفات ۱۲۳ھ میں ہوئی۔ کشف النور عربی، علامہ عبد الغنی ناطبی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۹ مطبوعہ لاہور۔ شرح الصدور، علامہ سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ کراچی صفحہ ۵۰۲) حدیث قدسی میں ہے کہ میرا بندہ جب میرا مقرب ہوا تو اس نے اپنے کلام کو میرے کلام کا اور اپنی صفات کا آئینہ دار بنا دیا تو اب مجھ سے کچھ مانگے تو میں اس کو عطا کر دوں گا۔ وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں اسے پناہ دوگا۔ یہ سب کمالات اس کی روح کیلئے ہیں اور جب تک روح چلے گی یہ سب باتیں بھی ساتھ چلیں گی۔ اس حدیث میں وقت کی کوئی قید نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب مانگے میں ضرور دوں گا۔ تو اب وہ چاہے دنیا میں مانگیں یا موت کے بعد کے جہان میں مانگیں یا آخرت میں مانگیں وہ مانگ سکتے ہیں اور خدا ضرور دیتا ہے۔ ہم اولیاء اللہ کے مزارات پر اس لئے جاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ (اِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ) اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتے ہیں تو میں ان کو ضرور دیتا ہوں۔ تو کسی کے مزار پر جا کر یہ کہنا کہ اے اللہ کے ولی خدا سے دعا کریں کہ میرا فلاں کام پورا ہو جائے تو کوئی قباحت نہیں۔ اب اگر کوئی کہے کہ ولی کے پاس جانے سے کچھ نہیں بنتا تو اس نے ولی کا کچھ نہ بگاڑا بلکہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کو جھٹلایا۔

اب بات یہ ہے کہ کسی نے مزار پر جا کر کہا کہ اے اللہ کے ولی باذن اللہ ہمارا یہ کام کر دو، وہ کام نہ ہوا تو اولیاء اللہ کو برا کہنے لگے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ تو کسی اذن کا محتاج نہیں۔ وہ فرماتا ہے:۔ "میرے بندو مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروگا"۔ (پ ۲۴) اب دیکھئے ایک شخص کو پھانسی کا حکم ہو گیا۔ ادھر تم دعا مانگتے ہو کہ اے اللہ اس کو پھانسی سے بچا لے۔ لیکن جب خدا نے تقدیر مبرم میں لکھ دیا تو وہ ضرور پھانسی چڑھے گا اب خدا کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے تو اولیاء اللہ کا کیا بگاڑو گے وہ تو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے سوا چلتے ہی نہیں"۔ جب زندہ لوگوں میں اہل خیر اور صالحین سے دعا کی درخواست جائز ہے۔ پھر جب یہ حضرات جن سے زندگی میں طلب دعا کرتے تھے وصال فرما جائیں اور برزخی حیات سے مشرف ہو جائیں تو ان سے اب طلب دعا میں کیا قباحت پیدا ہو جاتی ہے ان کی بزرگی، ان کا تقرب اور ان کی مبارک روحانیت پر تو موت نہیں آئی، موت تو صرف جسم پر ہے نہ کہ روح پر، وہ تو زندہ ہے، اس کا شعور ادراک، قوت سماعت اور استجابت دعا بھی باقی ہے بلکہ ساری کرامتیں باقی ہیں کیونکہ یہ اسکے روحانی کمالات ہیں اور روح فانی نہیں۔ اس لئے یہ کمالات بھی فانی نہیں۔

یہ تو تھی عالم دنیا اور عالم برزخ کی بات۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا عالم آخرت میں بھی اولیائے کرام کا فائدہ ہوگا یا نہیں؟ تو میں عرض کرتا ہوں کہ آخرت میں بھی ان بزرگوں سے فائدہ ہوگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری امت کے علماء، حفّاظ اور شہدا شفاعت کریں گے حتی کہ ایک بچہ بھی جس کے والدین مومن ہوں وہ ان کے لئے سفارش کرے گا۔ اگر انبیاء اور اولیاء سے مدد مانگنا شرک ہے تو یہ شرک آخرت تک چلے گا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ اب تو شرک ہے لیکن آخرت میں عین توحید ہو جائے۔ کیونکہ شرک تو ہر زمانہ میں شرک ہی رہے گا۔ آخرت میں بھی کوئی غیر اللہ سے مانگے تو شرک ہی ہوگا۔ تو جناب یہ شرک تو قیامت تک چلے گا۔ کیونکہ ہولِ محشر سے بڑھ کر تو کوئی قیامت نہیں ہوگی اور اس وقت تمام لوگوں کی نظر کسی اللہ کے بندے کو تلاش کرنے میں ہوگی۔ سب آپس میں کہیں گے کہ کوئی ایسی ہستی ڈھونڈو جو ہماری شفاعت کرے۔

سب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں آئیں گے کہ آپ ابولبشر آدم ہیں۔ آپ ہماری شفاعت کریں۔ آدم علیہ السلام یہ نہیں فرمائیں گے کہ تم شرک کر رہے ہو، مجھ سے کیا مانگتے ہو، جاؤ خدا کے پاس۔ نہیں بلکہ وہ بھی غیر کی راہ دکھائیں گے اور فرمائیں گے نفسی نفسی "اِذْھَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ"۔ دیکھئے کہ جب غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے تو قیامت کے دن جو لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے کیا وہ مشرک ہوں گے؟ یہاں تو پھر آدم علیہ السلام بھی نہیں بچتے وہ بھی ان کو خدا کا راستہ نہ بتائیں گے بلکہ کسی غیر کا راستہ بتائیں گے اور فرمائیں "اِذْھَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ" پس تمہارے فتویٰ کی رو سے تو (معاذ اللہ) حضرت آدم علیہ السلام بھی مشرک ہوئے اور ان کے پاس جانے والے بھی مشرک ہوئے۔

تو جناب! آپ کے تمام فتوے غلط ہیں کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام تو مشرک ہو نہیں سکتے۔ پھر سب لوگ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رہنمائی سے حضرت نوح علیہ السلام کے پاس پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ ہر ایک یہی کہے گا "اِذْھَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ"۔ اب انکو خیال آئے گا کہ چلو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں چلیں۔ جب وہاں پہنچیں گے تو آپ کی بارگاہ میں بھی وہی مدعا عرض کریں گے جو دیگر انبیاء کرام کے حضور عرض کر چکے تھے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سماعت فرمانے کے بعد یہ نہیں فرمائیں گے کہ بھئی تم تو پکے مشرک ہو، فلاں فلاں نبی کے پاس گئے پھر میرے پاس آئے ہو، جاؤ خدا کے پاس۔ نہیں نہیں ایسا نہیں فرمائیں گے۔ بلکہ ایسا فرمائیں گے کہ آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ، اور عیسیٰ علیہم السلام نے نفسی نفسی "اِذْھَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ" اس لیے کہا تھا کہ تم مجھ تک پہنچ جاؤ اور اس کام کیلئے تو میں ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ ہی کو یہ اعزاز عطا فرمایا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے نفسی نفسی کہنے میں حکمت یہ ہے کہ جب سردار موجود ہو تو سردار کے ہوتے ہوئے اس کا کام نیچے والے نہیں کریں گے۔ کمشنر موجود ہو تو کمشنر کا کام ڈپٹی کمشنر نہ کرے گا۔ پس یہ تھا کہ تم سب کے پاس گھوم آؤ جو کام کوئی نہ کرے وہ میرا محبوب کرتا ہے۔ اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اَنَا لَھَا" کہ اس کام کیلئے تو میں ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت اللہ تعالیٰ کے دربار میں سر جھکا دیں گے:۔ فَیُقَالُ یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تُسْمِعْ وَسَلْ تُعْطَهْ رَاشْفَعْ تُشَفَّعْ حکم دیا جائے گا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سر اٹھاؤ اور کہو آپ کی بات کی شنوائی ہوگی اور جو مانگو عطا ہوگا اور شفاعت فرمایئے آپ کی شفاعت قبول ہوگی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کی شفاعت فرمائیں گے پھر انبیاء واولیاء اور مومنین کو شفاعت کرنے کی اجازت مرحمت ہو جائے گی۔

دیکھئے اگر انبیاء واولیاء کے پاس جانا اور ان سے مدد مانگنا شرک ہے تو یہ شرک تو پھر آخرت تک چلے گا۔ پس معلوم ہوا کہ جو یہاں شرک سمجھتے ہیں وہ وہاں بھی نہیں جائیں گے اور جائیں گے نہیں تو شفاعت کیسے پائیں گے؟ کرنے والا تو سب کچھ خدا ہے مگر خداوند کریم اپنے بندوں کا احترام کرتا ہے اور اعزاز بخشتا ہے جو کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ولی کچھ نہیں ہوتے، سب فراڈ ہے تو وہ بھی سن لیں۔ حدیث قدسی کے شروع ہی میں ہے کہ "مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ" یعنی جس نے میرے ولی سے عداوت کی اس کے ساتھ میرا اعلان جنگ ہے۔

تو دوستو! اولیاء کرام نہ خدا کے شریک ہیں نہ ساجھی وہ تو خدا کے اذن اور حکم کے تابع ہیں معلوم ہوا "مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ" تو ایک تنکا بھی نہیں ہلا سکتا اور "بِاِذْنِ اللّٰہِ" سے مردے بھی زندہ ہو جاتے ہیں۔ اب جو لوگ "مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ" کی باتیں "بِاِذْنِ اللّٰہِ" پر چسپاں کرتے ہیں خدا ان کو ہدایت دے۔ اب ایک بات میری نظر ایسی باقی ہے جو اہل علم طبقہ کیلئے قابل تشریح ہے۔ وہ یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کے مقربین اور حضرات اولیاء کرام کے تصرفات بعد الوفات اور علم وادراک بعد الممات کے قائل نہیں اور اس امر کو توحید کے منافی سمجھتے ہیں ان کی طرف سے علی العموم یہ شبہ پیش کیا جاتا ہے اور اچھے خاصے پڑھے لکھے طبقہ کو متاثر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ آپ لوگ تو اولیاء اللہ کے علم وادراک بعد الوفات کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ حالانکہ قرآن پاک میں صاف وارد ہے کہ انبیاء کرام کو موت کے بعد کوئی ادراک کوئی علم نہیں ہوتا جو انبیاء نہیں بلکہ اولیا ہیں ان کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کیونکر صحیح ہوگا۔

جماعت اہل سنت کے اکابرین کی صف خالی ہوتی جا رہی ہے

جماعت فقہاء میں سے ایک غیر معمولی اور لائق وفائق شخصیت حضرت "علامہ مفتی محمد اعظم صاحب علیہ الرحمہ" استاذ ومفتی دار العلوم مظہرِ اسلام بریلی شریف کی خبر رحلت کا صدمہ دور بھی نہیں ہوا تھا، جو بڑی خوبیوں کے مالک اور باوقار استاذ ومفتی اور اسٹیشن والی مسجد کے خطیب وامام تھے، کہ آج پھر رات تقریباً دس بجے شوشل میڈیا کے ذریعے یہ اندوہ ناک خبر ملی کہ مصنف کتب کثیرہ، رئیس القلم مفکر اسلام" حضرت علامہ محمد یاسین اختر مصباحی صاحب بانی دار القلم ذاکر نگر دہلی انتقال کر گئے، اور حضرت کے انتقال کی خبر نے راقم السطور کے پورے وجود کو بالکل جھنجھوڑ کر رکھ دیا، موصوف طویل علالت کے بعد آج شب نو بج کر پچاس منٹ پر اس دار فانی کو چھوڑ کر دار جاودانی کی طرف کوچ کر گئے، "انا للہ وانا الیہ راجعون، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب لبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے وطفیل حضرت کو غریق رحمت فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے آمین ثم آمین" ادارہ انوار الاسلام قصبہ سکندر پور ضلع بستی یوپی کا پورا عملہ دونوں شخصیتوں کی جدائی سے سوگوار ہے اور ان کے قرابت داروں اور تمام لواحقین سے دلی طور پر اظہار تعزیت کرتا ہے، پروردگار عالم جماعت اہل سنت کو دونوں عظیم الشان شخصیات کا نعم البدل عطا فرمائے آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم،

☆☆☆

شریک غم: "محمد طاہر القادری کلیم فیضی بستوی"

Postal Regd.NO.MCE/57/2021-2023 R.N.I. NO. 57110/93

THE INDIAN **MUSLIM TIMES** WEEKLY

Office Add.: 52 Dontad Street, 1st Floor, Khadak, Mumbai 400009

VOL: 27 , ISSUE NO: 47 DATE: 15 May to 21 May 2023. Rs.5/-

Email:- mumbai.razaacademy@gmail.com ☎022-23454585

To

رئیس التحریر حضرت علامہ یٰسین اختر رضوی مصباحی اردوی کی رحلت جہان علم وادب کا بڑا نقصان

☆☆ملک وبیرون ملک سے علماء ومشائخ نے تعزیتی پیغام پیش کئے☆☆

سواد اعظم اہلسنت کے مشہور و معروف عالم دین و مؤرخ و مدبر سیکڑوں کتابوں کے مصنف رئیس التحریر حضرت علامہ یسین اختر مصباحی صاحب قبلہ کے انتقال پر پوری جماعت اہلسنت میں سوگ کی لہر دوڑ گئی ہے

علامہ موصوف حالیہ کچھ دنوں سے سخت علیل تھے پہلے آپ کو آبائی وطن مئو کے ایک ہوسپٹل میں داخل کیا گیا لیکن طبیعت بحال نہ ہونے کی وجہ سے راجدھانی دہلی کے مش ایمس ہوسپٹل میں ایڈمٹ کیا گیا سانس کی تکلیف بڑھنے کی وجہ سے آپ کو وینٹی لیٹر پر رکھا گیا جہاں گزشتہ شب ۷/مئی کو تقریباً ۹/بجکر ۵۰/منٹ پر انہوں نے آخری سانس لی اور ہمیشہ کیلئے ابدی نیند سو گئے آیت استرجاع

حضرت رئیس التحریر صاحب کا آبائی وطن خالص پورادری ضلع مئو تھا آپ نے ابتدائی تعلیم گاؤں کے مکتب سے حاصل کی مزید اعلیٰ تعلیم کیلئے ازہر ہند جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا آپ کے اساتذہ میں حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ حضرت علامہ حافظ عبد الروف بلیاوی علیہ الرحمہ حضرت بحر العلوم مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ دیگر اساتذہ شامل ہیں

حضرت علامہ مصباحی صاحب قبلہ کو رب قدیر نے اعلیٰ ذہانت و فطانت سے نوازا تھا وہ اعلیٰ دماغ کے مالک تھے جس کا واضح ثبوت کئی موضوعات پر مشتمل آپ کی تصانیف و تالیفات ہیں خاص کر مدتح النبوی اور امام احمد رضا رد بدعات ومنکرات وغیرہ

حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی صاحب قبلہ کی واحد وہ ذات ہے جنہوں نے جنگ آزادی میں علماء ومشائخ اہلسنت کے کردار وگفتار کو تحریری شکل میں پیش کیا ورنہ تاریخ آزادی کے اوراق میں اہل سنت وجماعت کے علماء ومشائخ کو مکمل نظر انداز کر دیا گیا تھا

حضرت رئیس التحریر نے قلم وقرطاس کی دنیا کو ایسا سنوارا کہ ماہنامہ حجاز سے لیکر ماہنامہ کنز الایمان تک ایسی لازوال داستانیں تحریری صورت میں نقش کی ہیں کہ مطالعہ کر کے ہر دور میں استفادہ کیا جاسکتا ہے

حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی صاحب قبلہ کی وفات پر بڑے بڑے مشائخین طریقت وصاحبان علوم وفنون نے دکھ کا اظہار کیا ہے

بڑی سرکار مارہرہ شریف کے سجادہ نشین **امین ملت حضرت پروفیسر سید شاہ امین میاں صاحب** نے فرمایا کہ سواد اعظم اہلسنت کے چنندہ افراد میں ایک نمایاں مقام حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی صاحب قبلہ کو حاصل تھا وہ اعلیٰ تعلیم کے ساتھ ساتھ اعلیٰ ذہن ودماغ کے مالک تھے گفتگو بھی نہایت ہی سلیس زبان میں فرماتے آپ سواد اعظم اہلسنت وجماعت میں اتحاد واتفاق کے مضبوط حامیان میں سے تھے اور آخری عمر تک اسی مشن پر گامزن رہے حضرت امین ملت نے آپ کے وصال کو جہاں جماعتی سطح پر بڑا نقصان قرار دیا وہیں فرمایا کہ یہ میرا ذاتی نقصان بھی ہے اللہ تعالیٰ جماعت کو حضرت کا نعم البدل عطا فرمائے

نجیب ملت حضرت سید شاہ نجیب حیدر صاحب قبلہ نے بھی آپ کی رحلت پر تعزیتی پیش کرتے ہوئے کہا کہ مصباحی صاحب قبلہ جیسا مؤرخ موجودہ وقت میں دوسرا کوئی دور دور تک نظر نہیں آتا ان کا قلم بہت مضبوط تھا انہوں نے ایسے ایسے موضوعات کو منتخب کیا کہ کہ وہاں تک گمان بھی نہیں جاسکتا

شیخ الاسلام حضرت علامہ سید مدنی میاں صاحب قبلہ کچھوچھوی نے آپ کے انتقال پر اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا کہ رحلت کی خبر سن کر کافی رنج ہوا علامہ مصباحی صاحب تدریس وتحریر کے میدان میں طویل خدمات انجام دیا ہے جو قابل افتخار ہے یقیناً ان کی کمی ہمیشہ محسوس کی جائے گی

صاحب سجادہ درگاہ مخدوم پاک کچھوچھہ شریف حضرت علامہ سید معین الدین اشرف اشرفی الجیلانی صدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء نے رئیس التحریر کے انتقال پر تعزیتی تحریر جاری کرتے ہوئے کہا کہ دنیائے سنیت کے عظیم دانشور اعلیٰ افکار وخیالات کے مالک قوم وملت کے درد میں تڑپنے والے حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی صاحب ہم سب کو چھوڑ کر ہمیشہ کیلئے آخری سفر پر روانہ ہو گئے مصباحی صاحب دینی وملی کاموں میں کافی متحرک وفعال تھے تحریر وتحقیق کے حوالے سے ممتاز تھے بڑے بڑے سیمینار میں آپ کے مقالاجات کو امتیازی حیثیت حاصل ہوتی بلاشبہ آپ کے وصال سے قلم وقرطاس کی دنیا سونی ہو گئی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مصباحی صاحب قبلہ کے درجات بلند فرمائے

مفکر اسلام حضرت علامہ قمر الزماں خان صاحب اعظمی مصباحی جنرل سکریٹری ورلڈ اسلامک مشن برطانیہ نے کہا کہ دو دن قبل ہی خلیفہ مفتی اعظم استاذ الاساتذہ حضرت مفتی محمد اعظم صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کے وصال کا غم بھی ہلکا نہ ہو پایا تھا کہ مؤرخ اہلسنت مدبر ملت رئیس التحریر سلطان القلم حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی صاحب قبلہ کے وصال کی خبر نے جھنجھوڑ کر رکھ دیا ذہن ودماغ پر علامہ موصوف کی علمی و فکری وفنی خدمات ایسے نقش ہیں کہ مرحوم لکھتے ہوئے زبان وقلم سب، پر خاموشی طاری ہے پر بوجھل دل کے ساتھ اپنے محبوب و پسندیدہ شخصیت کے بارے میں بس یہ کہوں کہ فرزندان اشرفیہ میں قلمی وتحقیقی کام جو حضرت علامہ مصباحی صاحب قبلہ نے انجام دیے ہیں دوسرا آج نظر نہیں آتا حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی صاحب قبلہ منکسر المزاج درویش صفت انسان تھے وہ کام کی مشین تھے جنہوں نے اغیار کے سر پر چڑھ کر راجدھانی دہلی میں قادری مسجد کا قیام کیا تصنیف وتالیف کیلئے دار القلم جیسا پلیٹ فارم تیار کیا کاش آپ کے وصال کے بعد نئی نسل کے علماء آپ کے ہی طرز وطریقِ پر چلتے ہوئے مذہب ومسلک کا کام کریں تو یہ اعلیٰ خراج ہوگا

سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ بریلی شریف حضرت علامہ پیر سبحان رضا خان صاحب سبحانی میاں نے تحریری تعزیت پیش کرتے ہوئے کہا حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی صاحب قبلہ نے امام احمد رضا خان قادری برکاتی قدس سرہٗ کے حوالے سے جو تحریری کام کئے وہ لائق ستائش ہیں آپ کی تحریروں میں عشق رضا کے سوتے پھوٹتے ہیں وہ تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند کے سچے مرید وعاشق تھے نسبت رضوی ونوری پر فخر کرتے آپ نے حضرت امام احمد رضا خان بریلوی وحضرت مفتی اعظم ہند پر ایک کتاب آفتاب و ماہتاب بھی لکھی تھی آپ کی زیادہ تر تصانیف رضویات کے ارد گرد گھومتی ہیں آج خانقاہ قادریہ رضویہ آپ کے وصال پر رنج والم کا اظہار کرتے ہوئے مغفرت کی دعا کرتی ہے

رضا اکیڈمی کے بانی وسربراہ قائد ملت الحاج محمد سعید نوری صاحب نے کہا کہ رئیس التحریر سلطان القلم حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی صاحب قبلہ سے میرے دیرینہ تعلقات رہے دینی ملی مذہبی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے رضا اکیڈمی کی ہر تحریک پر خوش آمدید کرتے مزید قیمتی مشوروں سے نوازتے۔ حضرت نوری صاحب نے مزید کہا کئی ایسے معاملات سامنے آئے جب دہلی میں رضا اکیڈمی نے کوئی تحریک چھیڑی مسلم مسائل پر آواز بلند کی تو حضرت مصباحی صاحب قبلہ سب سے آگے نظر آتے وہ سیاسی شعور کے ساتھ حالات حاضرہ پر اپنی رائے رکھنے کا ہنر جانتے تھے آج وہ عظیم دانشور ہم سب کا محبوب مربی دنیا کو الوداع کہہ گیا بلاشبہ رضا اکیڈمی نے آج اپنا ایک عظیم محسن کھو دیا یاد رہے کہ امام احمد رضا اور رد بدعات ومنکرات کی تصنیف پر رضا اکیڈمی نے آپ کی خدمت میں امام احمد رضا ایوارڈ دیا تھا تنظیم ہذا اس موقع اہل خانہ بالخصوص حضرت مصباحی صاحب قبلہ کے صاحبزادگان سے تعزیت کرتے ہوئے غم میں برابر کا شریک قرار دیتے ہیں

امریکہ میں مقیم **ماہر رضویات حضرت علامہ قمر الحسن قمر بستوی صاحب قبلہ** و **مفتی اعظم ہالینڈ حضرت علامہ شفیق الرحمن عزیزی** نے مشترکہ طور پر کہا کہ حضرت علامہ یاسین اختر مصباحی صاحب قبلہ جیسا مشفق اور کرم فرما عالم دین بہت کم نظر آتے ہیں وہ خاموشی کے ساتھ بڑے بڑے کام کر گئے

جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں تدریسی خدمات سے سبکدوش ہونے کے بعد تصنیف وتالیف کے جو کام کئے ہیں وہ رہتی دنیا تک زندہ رہیں گے۔ حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی صاحب قبلہ کے جنازہ وتدفین دوشنبہ کے روز بعد نماز مغرب آبائی وطن خالص پورادری ضلع مئو میں ہوئی جنازہ میں ہزاروں کی تعداد میں علماء ومشائخ سمیت طلباء وعوام کا جم غفیر نظر آیا

فقط: محمد عارف رضوی سکریٹری رضا اکیڈمی ممبئی

☆☆☆☆☆

رئیس التحریر علامہ یاسین اختر مصباحی کی رحلت: اہلِ سنّت کا عظیم نقصان

علم وفضل کا پیکر، مؤرخ ہندی، محقق اہلِ سنّت رئیس القلم حضرت علامہ یاسین اختر مصباحی (بانی: دار القلم دہلی، بانی رکن: المجمع الاسلامی مبارک پور) ۷/مئی ۲۰۲۳ء اتوار کی شب رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ کا وصال اہلِ سنّت کا ناقابل تلافی نقصان ہے۔ آپ نے اہلِ سنّت کی تاریخ، آزادی ہند میں اکابر کی قربانیاں حیطۂ تحریر میں پرو کر محفوظ کر دیں۔ رجال پر آپ کا علمی کام سنہرے حروف سے لکھا جائے گا۔ دہلی کی سرزمین پر ذاکر نگر جیسے علاقے میں "دار القلم" کا قیام ایک علمی کارنامہ ہے۔ جس کے تابندہ نقوش حال کو منور کر رہے ہیں۔ ان کی رحلت تاریخ کے ایک تابندہ باب کا خاتمہ ہے۔ راقم غلام مصطفیٰ رضوی سے دیرینہ وعلمی مراسم تھے۔ دہلی، ممبئی، میرا روڈ، مالیگاؤں میں بار بار ملاقاتیں رہیں۔ علمی وقلمی روابط اس قدر مستحکم تھے کہ اکثر وبیشتر رہنمائی فرماتے رہتے۔ فون پر مشوروں سے نوازتے۔ آپ ہی کے حکم پر ہم نے کئی اردو کتاب میلوں میں اہلِ سنّت اور ہند کی تاریخ پر درجنوں کتابیں مہیا کروائیں اور علم وفضل کی روشنی سے کئی کوچے منور ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کی تربت کو منور فرمائے۔ آپ کے علمی کارناموں سے تاریخ کا گوشہ ہمیشہ روشن روشن رہے گا۔ رضویات کی بزم میں آپ کی کتابوں کی خوشبو پھیلی ہوئی ہے۔ "امام احمد رضا اور رد بدعات ومنکرات"، "دبستان رضا"، "امام احمد رضا اربابِ علم ودانش کی نظر میں"، "تین برگزیدہ شخصیتیں"، "امام احمد رضا اور جدید افکار وتحریکات"، "بارگاہِ خواجۂ ہند میں امام احمد رضا کی حاضری" جیسے علمی وتحقیقی شاہکار گلشنِ رضویات کی رونق ہیں۔ آپ کی رحلت ایک زریں عہد کا خاتمہ اور علمی باب کا اختتام ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

تعزیت کنندگان: علامہ قمر الزماں خان اعظمی (سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن برطانیہ)، علامہ محمد ارشد مصباحی (سربراہ اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن انٹرنیشنل یو کے)، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری (ادارۂ تحقیقات امام احمد انٹرنیشنل کراچی)، غلام مصطفیٰ رضوی

فکروفن کا آفتاب غروب ہوگیا

یعنی رئیس التحریر حضرت علامہ یٰس اختر مصباحی رکن شوریٰ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، بانی رکن المجمع الاسلامی مبارک پور، بانی دار القلم دہلی، اب اس دنیا میں نہ رہے

از: محمد عبدالمبین نعمانی قادری

مؤرخہ ۷/مئی ۲۰۲۳ء، شب دوشنبہ، ۱۷/شوال المکرم ۱۴۴۴ھ ۹/بج کر ۵۰/منٹ پر دہلی میں اپنی جان، جاں آفریں کے سپرد کر گئے، پھر میت خالص پور، ادری مئو آبائی وطن لائی گئی اور وہیں دوسرے دن بعد مغرب سپرد لحد کیے گئے۔

مولانا یٰس اختر مصباحی علیہ الرحمہ نے کچھ عرصہ دار العلوم غریب نواز الہ آباد میں تدریسی خدمات انجام دیں، پھر الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں تقریباً سات سال تک شیخ الادب رہے، پھر سعودی عرب میں چند سال گزار کر ہندوستان آئے اور دہلی کی سرزمین کو اپنا مستقر بنایا، ذاکر نگر اوکھلائی دہلی میں دار القلم قائم کیا، جس سے متصل قادری جامع مسجد بھی ہے۔

وہاں دار القلم کی عمارت میں ایک شاندار لائبریری بھی قائم کی اور ایک عرصے تک اپنی قلمی خدمات سے قوم و ملت کو نوازتے رہے، "حجاز جدید" کے نام سے ایک ماہنامہ بھی جاری کیا، جو چند سالوں کے بعد بند ہو گیا، پھر ماہنامہ "کنز الایمان" سے وابستہ رہے، اس کے مدیر اعلیٰ بھی رہے، اور پھر اسے چھوڑنے کے بعد اس کے مشیر اعلیٰ کی حیثیت سے کام کرتے رہے، کئی درجن کتابوں کے مصنف ہیں، جن میں یہ کتابیں زیادہ مشہور ہیں:

(۱) المدیح النبوی (عربی)، (۲) امام احمد رضا، ارباب علم و دانش کی نظر میں، (۳) امام احمد رضا اور رد بدعات ومنکرات، (۴) ترجمہ الفوز الکبیر، (۵) خاک حجاز کے نگہبان، (۶) کنز الایمان اور دیگر تراجم قرآن کا تقابلی جائزہ، (۷) سواد اعظم، (۸) تعارف اہل سنت، (۹) گنبد خضرا اور انہدام کی سازش، (۱۰) امام احمد رضا کی فقہی بصیرت، (۱۱) امام احمد رضا اور مفتی اعظم، (۱۲) مجاہد ملت کی مجاہدانہ عزیمت، (۱۳) نقوش فکر (اداریوں کا مجموعہ)، (۱۴) مجاہدین جنگ آزادی، (۱۵) پیغام عمل، (۱۶) معارف قرآن، (۱۷) علمائے اہل سنت کی قیادت و بصیرت، وغیرہ۔

یہ اور بہت ساری کتابیں آپ کے راہوار علم کی یادگار ہیں، عربی اور اردو دونوں زبانوں پر یکساں قدرت رکھتے تھے، ملک کی بڑی کانفرنسوں اور سیمیناروں میں اعزاز سے مدعو کیے جاتے تھے، بلکہ بیرون ملک بھی آپ کو یاد کیا جاتا۔ آپ کے مقالات کی اچھی خاصی تعداد ہے جنھیں کئی جلدوں میں یکجا کیا جاسکتا ہے۔

علمائے اہل سنت میں آپ کی شخصیت قائدانہ حیثیت کی مالک تھی، آپ کی دینی، تدریسی اور قلمی خدمات کا دائرہ نصف صدی کو محیط ہے، جرأت و بے باکی میں ممتاز تھے، استاذ العلما حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ، بحر العلوم مفتی عبدالمنان اعظمی، علامہ حافظ عبدالرؤف بلیاوی ثم مبارک پوری، علامہ قاضی محمد شفیع اعظمی علیہ الرحمہ کے ممتاز تلامذہ میں شمار کیے جاتے تھے۔ 1970ء میں الجامعۃ الاشرفیہ سے فارغ ہوئے، آپ کے شاگردوں کی فہرست بہت طویل ہے۔

علامہ یٰس اختر مصباحی کیا گئے، فکر وقلم اور علم ودانش کا قطب مینار زمین بوس ہو گیا، میدان طریقت میں روحانیت کے تاجدار، شہزادہ اعلیٰ حضرت، سرکار مفتی اعظم ہند علامہ شاہ مصطفیٰ رضا نوری بریلوی قدس سرہ کے دست اقدس پر شرف بیعت سے مستفیض تھے۔ آپ کے اس دنیائے فانی سے چلے جانے سے جماعت اہل سنت کا بہت بڑا خسارہ ہو گیا، اور خاص طور سے المجمع الاسلامی کا ایک ستون گر گیا، دار القلم دہلی میں تو بالکل سناٹا چھا گیا، الجامعۃ الاشرفیہ سوگوار ہے اور خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف غم زدہ۔

آپ کیا گئے، فقیر نعمانی کا مخلص رفیق چلا گیا

جماعتی درد کا امین رخصت ہو گیا۔ فکروفن، علم ودانش کا نقیب نہ رہا۔ ان کی حیات کا سلسلہ ٹوٹ گیا تو تصنیف و تالیف کے لیے رواں دواں قلم بھی نذر جمود ہو گیا۔ احباب غم زدہ ہیں۔ تلامذہ الم کی تصویر بنے ہوئے ہیں۔ گھر والوں پر کیا گزری ہوگی اس کا تو اندازہ لگانا ہی مشکل ہے، میں جملہ اہل خانہ وفرزندان کی خدمت میں تعزیت پیش کرتا ہوں اور تسلی کے لیے دعا گو اور خود بھی سوگوار میں شامل ہوں اور گہرے رنج وغم میں گرفتار۔

☆☆☆☆☆